

ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 02. October-December 2025.Page# 5197-5209
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Allama Yusuf al-Qaradawi: An Analytical Study of His Life Scholarly Legacy Intellectual Contributions and Da'wah Endeavours

علامہ یوسف القرضاویؒ: حیات، علمی ورثہ، فکری خدمات اور دعوتی جدوجہد کا تجزیاتی مطالعہ

Dr. Khalil Ur Rehman
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
University of Loralai.
khalilurrehman@uoli.edu.pk
Najeeb Ullah
Ph.D Scholar,
Department of Islamic Learning
University of Karachi.
najeebkhan844@gmail.com

Abstract
This article presents a comprehensive biographical and academic study of Shaykh Yusuf al-Qaradawi (1926–2022), one of the most prominent contemporary Muslim scholars and intellectual figures. It explores his family background, early life, educational journey, academic achievements, teachers, and intellectual development. Particular attention is given to the influence of Al-Azhar University and prominent scholars, including Hasan al-Banna, Muhammad al-Ghazali, and other influential personalities, in shaping his scholarly and reformist thought.The study also examines al-Qaradawi's contributions to Islamic education, teaching, research, writing, and intellectual discourse. It highlights his extensive literary works in Islamic jurisprudence, contemporary fatwas, Islamic economics, Qur'anic studies, and Prophetic Sunnah. Furthermore, it discusses his association with the Muslim Brotherhood, his participation in Islamic movements, his political struggles, imprisonment, and contributions to various national and international Islamic institutions.The article aims to provide an integrated understanding of al-Qaradawi's multifaceted personality, highlighting his scholarly legacy, reformist approach, and contributions to contemporary Islamic thought. It concludes by emphasizing the significance of his intellectual and academic contributions to the modern Muslim world.

Keywords: *Yusuf al-Qaradawi, Islamic Scholarship, Al-Azhar University, Islamic Jurisprudence, Islamic Thought, Da'wah, Islamic Movements, Contemporary Scholars.*

علامہ یوسف القرضاویؒ کا تعارف

علامہ یوسف القرضاویؒ عالم اسلام کے ایک عظیم علمی و فکری شخصیت کے طور پر جانے جاتے ہیں، آپؒ کی زندگی کا زیادہ تر حصہ علمی خدمات میں گزرا ہے، اس کے علاوہ تحریکی مزاج رکھنے کی وجہ سے اسیری کی زندگی بھی گزاری ہے۔ ذیل میں آپؒ کی زندگی کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے بیان کیا جائے گا۔

علامہ یوسف القرضاویؒ کی ولادت اور آپؒ کا خاندانی پس منظر

علامہ یوسف القرضاویؒ کی ولادت مصر کے ایک گاؤں میں 9 ستمبر 1926ء میں ہوئی[1] ۔ آپؒ کے والد کا نام عبد اللہ تھا، اور دادا کا نام الحاج علی تھا، آپؒ کے دادا نے دو نکاح کیے تھے، ایک بیوی سے ایک بیٹا پیدا ہوا اور دوسری بیوی سے پانچ بیٹے پیدا ہوئے، اسی طرح آپؒ کے والد کے پانچ بھائی تھے، جن میں سے ایک ماں باپ شریک بھائی تھا باقی حقیقی بھائی تھے، ماں شریک بھائی کا نام محمد ہے اور حقیقی بھائیوں کے نام یہ ہیں: عبد العزیز، یوسف، احمد اور سعد۔

آپؒ کا شجرہ نسب کچھ یوں ہے: یوسف بن عبد اللہ بن الحاج علی بن یوسف۔ آپؒ ایک متدین خاندان میں پیدا ہوئے تھے، آپؒ کے چچا عبد العزیز نے کچھ عرصہ جامعہ ازہر میں تعلیم بھی حاصل کی لیکن وجوہ مکمل نہ کر سکا۔

آپؒ کے والد ماجد نے بھی دو عورتوں سے نکاح کیا تھا، جن میں سے پہلی بیوی سے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی اور دوسری بیوی سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام یوسف رکھا، جس کو دنیا علامہ یوسف القرضاویؒ کے نام سے جانتی ہے، آپؒ کا پورا سلسلہ نسب یوں بنتا ہے: یوسف بن عبد اللہ بن الحاج علی بن یوسف۔[2]

علامہ یوسف القرضاویؒ کی جائے پیدائش کا تعارف

علامہ یوسف القرضاویؒ کی پیدائش مصر کے جس علاقہ میں ہوئی، اس کا نام صفط التراب ہے، یہ مصر کے مغربی صوبہ "المحلۃ الکبری" کی ایک بستی ہے، جو تقریبا 444 مربع میل پر پھیلا ہوا ہے، یہ علاقہ دریائے نیل کے کنارے واقع ہے اور فراعنہ کے دور سے آباد ہے۔ معاشی اور تعلیمی اعتبار سے کافی خوشحالی پائی جاتی ہے۔ آپؒ کی جائے پیدائش "صفط التراب" صوبے کی شہری حدود سے تقریبا 9 کلو میٹر کی دوری پر واقع ہے، جس کی آبادی 20 ہزار افراد پر مشتمل ہے۔

علامہ یوسف القرضاویؒ کی جائے پیدائش کے خصوصی امتیازات

علامہ یوسف القرضاویؒ کی جائے پیدائش (یعنی صفط التراب) میں آپؒ کے زندگی کے ابتدائی آیام میں معمولی قسم کا فسق و فجور بھی پایا جاتا ہے، لیکن زیادہ تر لوگ شعائر اسلام کے پابند نظر آتے ہیں، صفط التراب میں پانچ مساجد تھیں، وہاں پر ہر مسجد میں کسی نہ کسی بزرگ کا مزار ہوا کرتا تھا، جس کی وجہ سے مسجد کو زاویہ کہا کرتے تھے۔ زاویہ عربی میں خانقاہ کو کہتے ہیں، اس لیے بزرگ کے مزار کی نسبت سے زاویہ (یعنی خانقاہ) کے طور پر مساجد کو بھی دیکھا جاتا تھا۔ البتہ علامہ یوسف القرضاویؒ نے اپنا بچپن جس مسجد میں گزارا، اس میں کسی بزرگ کا مزار نہیں تھا۔ یہ مسجد رمضان المبارک کے مہینہ میں کافی معمور نظر آتا تھا۔

آپؒ کے علاقہ کی ایک اہم امتیاز یہ بھی تھی کہ زیادہ تر لوگ زکوۃ اور عشر کے ادا کرنے کے پابند تھے، اور یہی عمل اس علاقہ کے بابرکت ہونے کا سبب بھی تھا۔

جامعہ ازہر کے سند یافتہ مدرسین میں سے شیخ عبد المطلب اور شیخ احمد محمد صفر اس بستی میں اکثر اوقات دروس کا اہتمام کرتے تھے، تاکہ علاقہ میں دینی فضا قائم و دائم رہے اور لوگ اسلامی شعائر کے پابند ہوں۔[3]

علامہ یوسف القرضاویؒ کے علاقہ میں اہل طریقت بھی پائے جاتے تھے، جن میں طریقہ بیومیہ اور طریقہ خلیلیہ زیادہ مشہور ہیں، ان اہل طریق میں سے ہر ایک کا اپنا حلقہ ہوتا تھا اور ہر ایک کا تزکیہ نفس کا طریقہ بھی الگ ہوتا تھا۔ علامہ یوسف القرضاویؒ پر بھی ان اہل طریق کا اثر تھا چنانچہ آپؒ کی تالیفات میں ان اہل طریق کا ذکر ملتا ہے، آپؒ تصوف کے اصل روح کے قائل تھے، باقی ان میں سے اکثر طرق میں پائے جانے والے بعض امور کو خرافات سے تعبیر کرتے تھے اور ان سے اجتناب برتنے کی تاکید کرتے تھے۔ آپؒ نے طریقہ خلیلیہ کی باقاعدہ تعلیم بھی حاصل کی تھی۔ تب ہی آپؒ حضرت امام غزالیؒ کو اپنا آئیڈیل تصور کرتے تھے۔[4]

---

[1] http://qaradawi.net/life/8/5353--2-html , Date Accessed feb 9th 2023

[2] http://www.goodreads.com/book/show/10082023 Date Accessed feb 9th 2023

[3] http://www.goodreads.com/book/show/10082023 Date Accessed feb 9th 2023

[4] http://www.goodreads.com/book/show/10082023 Date Accessed feb 9th 2023

آپؒ کی جائے پیدائش (یعنی صفط التراب) کی ایک اہم اور امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہاں جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ مدفون ہیں، آپ رضی اللہ عنہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ مصر فتح کرنے آئے تھے، جب مصر فتح ہوا تو اسی محلہ میں سکونت اختیار فرمائی اور یہیں پر شادی بھی کی، یہاں تک کہ یہیں پر انتقال فرما گئے۔

علامہ یوسف القرضاویؒ کا تعلق چونکہ ایک متوسط گھرانے سے تھے اس لیے آپؒ لوگوں کے معاشی مجبوریوں کا ادراک کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ نے ظلم کی مخالفت میں انتہاء کر دی تھی اور حسن البناء کے منشور کو اختیار کیا تھا کہ عوامی مشکلات کا خاص خیال رکھا جائے۔ اور اسی کی پاداش میں آپؒ کو قید و بند کی صعوبتوں کو بھی برداشت کرنا پڑا۔

علامہ یوسف القرضاویؒ کا بچپن

علامہ یوسف القرضاویؒ کی عمر دو سال کی ہی تھی کہ آپؒ کے والد ماجد بیمار ہو گئے اور بہتر علاج معالجہ کی سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے بالآخر دنیا سے چل بسے، اس کے بعد آپؒ کی کفالت آپؒ کے چچا احمد اور آپؒ کی والدہ محترمہ کے ذمہ ہوئی، اس وقت آپؒ کے دادا الحاج علی صاحب کا ایک ہی بیٹا احمد ہی زندہ تھا، اسی طرح آپؒ کی کفالت ننھیال میں بھی زہادہ عرصہ ہوئی بلکہ ددھیال کی بنسبت ننھیال میں آپؒ کا بچپن زیادہ گزرا کیونکہ وہاں پر آپؒ کے ہم عمر بچے زیادہ تھے نیز آپؒ کے نانا پھلوں کے کاروبار سے منسلک ہونے کی وجہ سے قدرے متمول تھے، اس وجہ سے زیادہ تر آپؒ کی بہتر کفالت ننھیال میں ہی ہو سکتی تھی۔ چاہے ددھیالی خاندان ہو یا ننھیال ہو آپؒ ان دونوں میں بہت ہی لاڈلے تھے۔[5]

علامہ یوسف القرضاویؒ کی تعلیم و تربیت

علامہ یوسف القرضاویؒ چونکہ دو سال کی عمر میں ہی یتیم ہو گئے تھے، اس لیے آپؒ کی والدہ ماجدہ کو ابتداء ہی سے آپؒ کی تعلیم و تربیت کی فکر دامن گیر رہتی، جب آپؒ کچھ سمجھ دار ہو گئے تو آپؒ کی والدہ نے آپؒ کو شیخ یمانی کی درس گاہ میں برائے حفظ قرآن کریم داخل کیا، لیکن اس میں ایک ہی دن گزار کر چھوڑ دیا، پھر کچھ دنوں کے بعد دوسری درس گاہ میں داخل کیا جو شیخ حامد کی درس گاہ کے نام سے مشہور تھا، وہاں پر آپؒ نے پڑھنا شروع کیا، آپؒ کی سرعت حفظ سے آپؒ کے استاد بہت متاثر ہوئے حتی کہ آپؒ کی ہفتہ وار فیس پندرہ دن بعد وصول کرنے لگے۔ بستی میں اس طرح تحفیظ قرآن کی چار درس گاہیں قائم تھیں، جہاں حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ طلبہ کو بنیادی عقائد سیکھانے کا کام بھی ہوتا تھا، یہ درس گاہیں عموماً ان شیوخ کے نام منسوب ہو کر معروف تھیں جو ان میں پڑھاتے تھے، اور وہی ان کے اصل مالکین بھی تھے۔

آپؒ نے شیخ حامد کی درس گاہ میں دس کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا، آپؒ کی حفظ قرآن کے موقع پر مختصر سا پروگرام منعقد کیا گیا، اس کے بعد آپؒ کو **الشیخ یوسف الحافظ لکتاب اللہ** کہا جاتا تھا[6]۔ بستی والے آپؒ کی حسن قراءت کی وجہ سے آپؒ کو جہری نمازوں میں امام بناتے تھے اور بڑے شوق سے آپؒ کی قراءت سنتے تھے۔

حفظ قرآن کریم کے ساتھ آپؒ بستی کے سرکاری سکول میں بھی پڑھنے لگے، جہاں پر آپؒ شام کے اوقات میں پڑھنے جاتے تھے۔ حفظ قرآن کے بعد آپؒ سارا وقت سکول کی تعلیم میں مصروف ہوتے تھے یہاں تک کہ آپؒ نے بارہ سال کی عمر میں پرائمری بہترین نمبروں سے پاس کی۔

پرائمری تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپؒ کو جامعہ ازہر کی طنطاء والی شاخ میں داخل کرالیا، ابتداء میں آپؒ کے چچا مزید تعلیم حاصل کرنے میں روکاوٹ بنے کیونکہ آپؒ کے چچا کی خواہش تھی آپؒ کوئی ہنر سیکھ کر کسب معاش کرے، لیکن بعد بستی کے ایک قریبی عالم کے سمجھانے اور مشہورے پر آپؒ کو چودہ برس کی عمر میں طنطاء میں موجود جامعہ ازہر کی شاخ میں داخل کرالیا۔

علامہ یوسف القرضاویؒ اسی ادارے میں زیر تعلیم ہی تھے کہ پندرہ سال کی عمر میں آپؒ کی والدہ محترمہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد آپؒ اپنی خالاؤں کی نگہداشت میں رہنے لگے، خصوصاً طنطاء میں موجود آپؒ کی خالہ ام عبدہ نے آپؒ کی بہترین نگہداشت کی۔[7]

---

[5] http://www.goodreads.com/book/show/10082023 Date Accessed feb 9th 2023

[6] معتز الخطيب، يوسف القرضاوى فقيه الصحوة الاسلامية، 30۔

[7] معتز الخطيب، يوسف القرضاوى فقيه الصحوة الاسلامية، 30

علامہ یوسف القرضاویؒ کی اعلی تعلیم

اعلی تعلیم کے لیے جامعہ ازہر کے شعبہ اصول الدین کا انتخاب کیا، وہاں سے فراغت کے بعد کلیہ اللغۃ العربیہ میں داخلہ لیا۔ 1960ء میں آپؒ نے کلیہ اصول الدین کے شعبہ علوم القرآن وسنہ سے ایم اے کے مساوی ڈگری حاصل کی، اور 1973ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، پی ایچ ڈی میں آپؒ کے تحقیقی مقالہ کے عنوان "الزکوۃ واثرھا فی حل المشاکل الاجتماعیۃ" تھا۔

علامہ یوسف القرضاویؒ کا نکاح

علامہ یوسف القرضاویؒ کی دو بیویاں تھیں، پہلی بیوی کا نام اسعاد عبد الجواد تھا جس کی کنیت ام محمد تھی، جبکہ دوسری بیوی کا نام اسماء تھا۔ پہلی بیوی سے نکاح 1958ء میں ہوا، اسعاد کا بھائی سامی آپؒ کا کلاس فیلو تھا انہوں نے نکاح میں وکالت کا کردار ادا کیا۔

دوسری بیوی سے آپؒ کا ملاقات 80 کی دہائی میں ہوا، اس وقت وہ جزائر یونیورسٹی کی طالبہ تھی اور قطر کے مشہور ترین چینل "الجزیرہ" کے تحت ہونے والے ایک پروگرام کی پروڈیوسر تھی۔

آپؒ نے اپنی شریک حیات کے انتخاب کے لیے چند باتوں کو مدِ نظر بھی رکھا تھا۔ جیسے شریک حیات کا عمدہ اور خاندانی عورت ہونا، کم از کم سیکنڈری تک تعلیم یافتہ ہونا، شکل سے خوبرو ہونا وغیرہ۔ اسی طرح ایک اہم بات یہ بھی مدِ نظر رکھی تھی کہ شریک حیات کے سگے بھائی ہوں، کیونکہ آپؒ اپنے والدین کے اکلوتے تھے اور آپؒ کا کوئی بھائی نہ تھا، تو آپؒ چاہتے تھے کہ میری اولاد کا کوئی چچا نہیں ہو گا تو کم از کم ان کے سگے ماموں تو ہوں۔[8]

علامہ یوسف القرضاویؒ کی اولاد

علامہ یوسف القرضاویؒ کی پہلی بیوی سے چار بیٹیاں اور تین بیٹے پیدا ہوئے، بیٹیوں کے نام الہام، سہام، علا اور اسما ہیں، جبکہ بیٹوں کے نام محمد، عبد الرحمن اور اسامہ ہیں۔ الہام 9 ستمبر 1959ء میں پیدا ہوئی اور سہام کی پیدائش 5 ستمبر 1960ء میں ہوئی۔ آپؒ کی ان دونوں بیٹیوں نے ماسٹرز اور پی ایچ ڈی کی ڈگری انگلستان سے حاصل کی، اور ان دنوں قطر یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ ان دونوں نے اکھٹے تعلیم حاصل کی حتی کہ ان دونوں کی شادیاں بھی ایک ہی مہینے میں ہوئی۔

آپؒ کے بیٹے محمد القرضاویؒ قطر میں اکتوبر 1967ء میں پیدا ہوئے، اور دوسرے بیٹے عبد الرحمن 18 ستمبر 1970ء کو قطر میں پیدا ہوئے، عبد الرحمن "الشاعر" کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپؒ کے تیسرے اور سب سے چھوٹے بیٹے اسامہ بھی قطر ہی میں پیدا ہوئے، اور آپؒ کی ساری اولاد ذہین وفطین اور اعلی تعلیم سے آراستہ ہیں۔[9]

علامہ یوسف القرضاویؒ کی اعزازات اور انعامات

علامہ یوسف القرضاویؒ کو آپؒ کی دینی، ملی، ثقافتی اور علمی و تحقیقی خدمات کی بنیاد پر بین الاقوامی سطح پر 8 ایوارڈ دئے گئے ہیں اور تین بین الاقوامی اعزازات و انعامات سے بھی نوازا گیا ہے۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

(1) اسلامک ڈویلپمنٹ پرائز: یہ آپؒ کو اسلامی معاشیات میں خدمات کی وجہ سے 1991ء میں دیا گیا۔

(2) شاہ فیصل انٹرنیشنل پرائز: یہ آپؒ کو 1994ء میں علوم اسلامیہ میں خدمات کی بنیاد پر دیا گیا۔

(3) اسلامک جیورس پرڈنس میں خدمات کے بدلے میں 1997ء میں برونائی کے سلطان نے دیا۔

(4) سلطان العولیس: یہ انعام آپؒ کو 1999ء میں ثقافتی اور سائنسی خدمات کے عوض دیا گیا۔

(5) دبئی انٹرنیشنل ہولی قرآن ایوارڈ: یہ ایوارڈ آپؒ کو 2000ء میں دیا گیا۔

(6) علوم اسلامیہ میں خدمات کے عوض قطر حکومت نے 2008ء میں خصوصی انعام دیا۔

(7) ہجرت نبویہ: ملائشیا حکومت نے 2009ء میں دیا۔

(8) شاہ اردن نے بھی 29 ستمبر 2010ء میں خصوصی انعام عطا کیا۔[10]

---

[8] http://muneebarrabi.jeeran.com/archive/2009/6/882834.html Date Accessed feb 26th 2023

[9] http://muneebarrabi.jeeran.com/archive/2009/6/882834.html Date Accessed feb 26th 2023

[10] ڈاکٹر حافظ محمد زبیر، تحریک تجدد اور متجددین، لاہور، دار الفکر الاسلامی، جنوری 2017ء، ص:72، 73

اسی طرح چند دیگر اعزازات بھی دئے گئے:۔

(1) امریکی میگزین فارن پالیسی اور برٹش پراسپیکٹ کے ذریعہ 2008ء میں کئے گئے سروے کے مطابق بیس باثر شخصیات میں آپؒ تیسرے نمبر پر قرار دئے گئے۔

(2) اردن کے رائل سینٹر فار اسلامک اسٹریجک اسٹڈیز کی طرف سے 2009ء میں جاری پچاس بااثر مسلم شخصیات میں آپؒ 83ویں نمبر پر آئے۔

(3) قطر فاؤنڈیشن فار ایجوکیشن کے کالج اسلامک اسٹڈیز کے القرضاوی سنٹر فار اسلامک موڈریشن اینڈ رینیوول کی جانب سے جنوری 2012ء میں شیخ یوسف القرضاوی وانٹرنیشنل پرائز فار اسلامک اسٹڈیز کا اجراء اور اس کا اعلان۔[11]

علامہ یوسف القرضاویؒ کا سانحہ وفات

26 ستمبر 2022ء کو قطر کے دار الحکومت دوحہ میں بروز پیر آپؒ کا انتقال ہوا۔ آپؒ کی نماز جنازہ جامع الدولہ میں بعد نماز عصر شیخ محمد الحسن ولد الدادو الشنقیطی نے ادا کی۔ اور ابوہامور کے قبرستان میں دفن کر دئے گئے، رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ۔[12] آپؒ کے جنازہ میں پاکستان کے معروف مذہبی سیاسی پارٹی جماعت اسلامی کے سابق امیر محترم جناب سراج الحق صاحب نے بھی خصوصی شرکت کی۔

علامہ یوسف القرضاویؒ کی تعلیم وتربیت

علامہ یوسف القرضاویؒ نے جامعہ ازہر میں مروجہ دینی تعلیم کے حصول کے ساتھ ساتھ دعوت وارشاد کا سلسلہ بھی جاری کیا، آپؒ نے دروس وخطبات شروع کیے اور پہلا درس "توبہ" اور پہلا خطبہ "شکر" کے موضوع پر پیش کیا، آپؒ نے نوجوانی میں ہی شعر وشاعری بھی شروع کی۔ آپؒ الاخوان المسلمون کے تقریبات میں جاکر اپنا کلام پیش کرتے تھے۔ اسی طرح آپؒ نے دوران تعلیم الاخوان المسلمون کی دعوت فکر کا پرچار بھی شروع کیا۔ چنانچہ طنطاء کے دینی ادارے میں 9 سال آپؒ نے بہت ہی یادگار گزارے، یہیں سے آپؒ نے اپنی فکری رخ متعین کیا اور الاخوان المسلمون کے متحرک کارکن بنے، چنانچہ اس دوران نصاب سے ہٹ کر خارجی مطالعہ، اساتذہ اور شیوخ سے ملاقتیں واستفادہ، اخوانی دعوت فکر کی پرچار اور اس کے لیے قید وبند کی صعوبتوں کو برداشت کرنا آپؒ کے زندگی کے اہم امور تھے۔

علامہ یوسف القرضاویؒ کے اساتذہ کرام

کسی بھی شخصیت کے نکھارنے میں بڑا کردار اس کے اساتذہ ومشائخ کا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ بہت ہی اعلی کردار کا حامل بن جاتا ہے، اسی طرح علامہ یوسف القرضاویؒ کی شخصیت کے نکھارنے میں بھی بنیادی کردار آپؒ کے اساتذہ کا تھا، جن کی شفقت ومحبت اور توجہات کی برکت سے آپؒ نے نوجوانی کی عمر میں ہی تجدیدی کارنامے سرانجام دیے۔ آپؒ کے اساتذہ کرام کی فہرست تو بہت ہی لمبی ہے، جن میں سے چند کے نام یہاں پر ذکر کیے جائیں گے۔

الشیخ الشعراوی

علامہ یوسف القرضاویؒ جب جامعہ ازہر میں ثانوی درجات کی تعلیم حاصل کر رہے تھے، اس وقت آپؒ نے شیخ شعراویؒ سے کافی استفادہ کیا۔ شیخ الشعراویؒ جامعہ ازہر میں شعر وادب میں سند کی حیثیت سے مانے جاتے تھے۔ آپؒ کا پورا نام محمد متولی الشعراویؒ تھا، آپؒ کا سلسلہ نسب حضرت علی زین العابدین سے جاملتا ہے۔ آپؒ کو بچپن ہی سے شعر گوئی کا شوق تھا، چنانچہ بالآخر شعر وشاعری اور ادب میں جامعہ ازہر کی سطح پر اپنے وقت میں گویا امامت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ آپؒ ۱۵اپریل ۱۹۱۱ء میں مصر کے صوبہ دقادوس میں پیدا ہوئے، گیارہ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔

۱۹۳۷ء میں کلیۃ لغۃ العرب میں داخلہ لے کر تعلیم سے فراغت حاصل کی۔ ۱۹۴۳ء میں طنطاء میں واقع جامعہ ازہر کے تحت چلنے والے ادارے میں تقرر ہوا۔ ۱۷ جون ۱۹۹۸ء میں انتقال کر گئے۔

الشیخ الشعراویؒ کی خدمات

شیخ الشعراویؒ اگرچہ شعر وشاعری میں ہی مشہور تھے، لیکن آپؒ کا بنیادی موضوع تفسیر تھا، آپؒ نے جامعہ ازہر کے ذیلی ادارے میں تدریس کے علاوہ بھی بہت سی سرکاری پوسٹوں پر خدمات سرانجام دی۔ آپؒ سیاسی طور پر بہت سی تحریکوں کا حصہ بھی رہ چکے ہیں، جس کی وجہ سے قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑی۔

---

[11] عبد الحی اثری فلاحی، علامہ یوسف القرضاوی شخصیت وافکار، نیو دہلی، المنار پبلشنگ ہاؤس، 2022ء، ص:19

[12] ایضا، ص:20

الشیخ الشعراویؒ کی تالیفات

شیخ الشعراویؒ نے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیفی خدمات بھی سرانجادی ہیں۔ چنانچہ آپؒ کے رشحات قلم سے کئی کتابیں منصہ شہود پر آچکی ہیں، جن میں سے (الاسراءوالمعراج، اسرار بسم اللہ، الاسلام والمرأۃ اور لبیک اللھم لبیک قابل ذکر ہیں۔[13]

الشیخ البھی الخولی

آپؒ کا پورا نام شیخ البھی نجا ابراہیم الخولی تھا، آپؒ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے، آپؒ مصر کے ہی باشندے تھے، آپؒ انتہائی متقی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؒ تعلیم کی ابتداء اپنے ہی بستی القرشیہ سے شروع کی، جہاں پر ابتدائی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن کریم بھی حفظ کیا۔ بعد ازاں سیکنڈری تعلیم کے لیے والد صاحب کے حکم پر طنطاء کے ایک احمدی ادارے میں داخلہ لیا۔ وہاں سے فراغت کے بعد قاہرہ کے دار العلوم میں داخلہ لیا۔ جہاں پر آپؒ نے کئی علوم پر دسترس حاصل کی۔

علامہ یوسف القرضاویؒ کی سیرت سازی اور فکری نشو نما میں شیخ البھی الخولی کا بڑا کردار تھا۔ آپؒ صبح کے اوقات میں ازہری ادارے میں درس دیتے تھے اور شام کے اوقات میں مختلف تربیتی نشستوں کا انعقاد کرتے۔ آپؒ کا شمار الاخوان المسلمون کے مؤسسین میں ہوتا ہے، اس وجہ سے آپؒ نے قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ علامہ یوسف القرضاویؒ بھی صبح کے اوقات میں آپؒ سے درس میں مستفید ہوتے اور شام کے اوقات میں تربیتی پروگرامات میں آپؒ کی روحانیت سے کسب فیض فرماتے۔ آپؒ نے اقتصاد اسلامی، سیرت و تراجم کے موضوعات پر کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ آپؒ کی وفات ۱۹۷۷ء میں ہوئی۔[14]

الشیخ حسن البناء

شیخ حسن البناء کا پورا نام حسن احمد عبد الرحمن محمد البنا الساعاتی تھا۔ آپؒ کی پیدائش مصر میں ۱۴ اکتوبر ۱۹۰۶ء میں ہوئی۔ اپنی نے اپنی تعلیم کی تکمیل ۱۹۲۷ء میں کی۔ اور تصوف کی تعلیم شیخ عبد الوہاب صافی شاذلی سے حاصل کی جس کی تکمیل ۱۹۲۳ء میں کی۔

الشیخ حسن البناء کی تحریکی سرگرمیاں

طالب علمی کے زمانہ سے ہی آپؒ میں قائدانہ صلاحیتیں موجود تھیں، چنانچہ آپؒ نے بہت سی طلبہ تنظیموں کی قیادت کی، بالآخر ۱۹۲۸ء میں الاخوان المسلمون کی بنیاد رکھی، برسر اقتدار جماعت نے آپؒ کی تنظیم کا کریک ڈاؤن بھی کیا، جس کی وجہ سے آپؒ کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

الشیخ حسن البناء کی شہادت

۱۲ فروری ۱۹۴۹ء کی شام کو آپؒ پر ایک قاتلانہ حملہ ہوا، جس کی وجہ سے آپؒ شہادت کے رتبے پر فائز ہوئے۔ ان للہ وانا الیہ راجعون۔

الشیخ حسن البناءؒ کے ساتھ علامہ یوسف القرضاویؒ کا تعلق

علامہ یوسف القرضاویؒ ابھی ازہری ادارے میں سال اول کے طالب علم تھے کہ آپؒ نے شیخ حسن البناء کا ایک خطاب سنا، جس کی وجہ سے آپؒ کا شیخ حسن البناءؒ کے ساتھ ابتدائی لیکن مضبوط رشتہ قائم ہوا۔ یہ ایک ایسا رشتہ تھا جیسا کہ ایک استاذ و شاگرد کا رشتہ ہو، یا ایک مرید و مرشد کا رشتہ ہو یا ایک کمانڈر و ماتحت فوجی کا رشتہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد علامہ یوسف القرضاویؒ کی زندگی پر شیخ حسن البناء کی شخصیت نے گہرا اثر دکھایا۔ جس کی گواہی علامہ یوسف القرضاویؒ کی فکری اور تحریکی زندگی سے واضح ہوتا ہے۔[15]

علامہ یوسف القرضاویؒ کے چند دیگر اساتذہ کرام

مذکورہ بالا اساتذہ کرام کے علاوہ آپؒ کے چند دیگر اساتذہ بھی ہیں جنہوں نے آپؒ کی کردار سازی میں بہت ہی اہم کردار ادا کیا۔ جیسے شیخ محمود شلتوتؒ، شیخ سید سابقؒ، ڈاکٹر عصام الدین، ڈاٹر محمد قطہ عادل حسین، عبد الغفار، عزیز اور شیخ صلاح الدین وغیرہ۔

---

[13] محی الدین الطعمی، النور الابھر فی طبقات شیوخ الجامع الازھر، بیروت، دار الجیل، ۱۹۹۴ء، ص: ۲۴۵

[14] https://shorturl.at/twy59 Date Accessed feb 27th 2023

[15] افتخار احمد، اخوان المسلمون، ۱۹۹۰ء۔۱۹۲۸ء، فیصل آباد، المیزان پبلشرز، ۱۹۹۰ء، ص: ۴۵

ان مشائخ میں سے شیخ محمود شلتوتؒ جامعہ ازہر کے وائس چانسلر تھے۔ آپؒ نے علامہ یوسف القرضاویؒ کو خصوصی طور پر یہ حکم دیا کہ ان کے تمام فتاوی کو یکجا کر کے جمع کرے۔ شیخ محمود شلتوتؒ نے کئی کتابیں بھی تصنیف کی تھیں، جن میں سے فقہ القرآن والسنہ، مقارنۃ بین المذھب اور القرآن والقتال قابل ذکر ہیں۔[16]

اسی طرح ان شیوخ میں سے شیخ سید سابقؒ سے بھی علامہ یوسف القرضاویؒ نے کافی استفادہ کیا، شیخ سید سابقؒ کسی مسلک کی کلی تقلید کرنے کی بجائے قوت دلیل کی بنیاد پر فتوی صادر کرتے تھے، یہی فکر علامہ یوسف القرضاویؒ میں بھی منتقل ہوئی۔ علامہ سید سابقؒ الاخوان المسلمون کے سرگرم رکن بھی رہ چکے ہیں، جس کی وجہ سے بہت سی تکلیفات بھی برداشت کرنے پڑے، آپؒ نے فقہ السنہ، رسالۃ فی الحج، مصادر القوۃ فی الاسلام اور رسالۃ فی الصیام جیسے کتابیں بھی تالیف کیں، ۱۴۱۴ھ میں آپؒ شاہ فیصل ایوارڈ کے مستحق بھی قرار پائے۔ بالآخر ۲۰۰۰ء میں بروز اتوار انتقال فرما گئے۔[17]

علامہ یوسف القرضاویؒ کی تدریسی خدمات

علامہ یوسف القرضاویؒ نے فکر اور سیاسی طور پر الاخوان المسلمون کی جماعت میں شمولیت اختیار کی تھی، جہاں پر آپؒ نے دعوتی اور فکری کام کیا، اور اپنا منہج فکر وہیں سے ایک رخ پر ڈھالا۔ اس دوران آپؒ نے بیش بہا قربانیاں بھی پیش کیں۔

اس کے ساتھ ساتھ آپؒ نے سرکاری اور غیر سرکاری طور پر کئی اداروں میں تدریسی خدمات کی عہدوں پر بھی فائز رہے۔ جن میں سے چند مشہور مندرجہ ذیل ہیں۔[18]

1. وزارت اوقاف مصر سے وابستہ اماموں کے انسٹی ٹیوٹ کے نگران رہے۔
2. جامعہ الازہر میں اسلامی ثقافت کی جنرل ایڈمنسٹریشن میں کتابیں طبع ہوتی تھیں، آپؒ نے ان طبع ہونے والی کتابوں کی نگرانی کی۔
3. دعوۃ والارشاد سے وابستہ رہے۔
4. ۱۹۶۱ء میں ثانوی مذہبی انسٹی ٹیوٹ قطر کے پرنسپل منتخب ہوئے۔
5. ۱۹۷۳ء سے ۱۹۷۷ء تک قطر یونیورسٹی کے کالجز آف بوائز اینڈ گرلز میں اسلامیات کا شعبہ قائم کیا۔
6. ۱۹۷۷ء سے ۱۹۹۰ء تک قطر یونیورسٹی کے کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک اسٹڈیز کے ڈین رہے۔
7. ۱۹۹۰ء۔۱۹۹۱ء میں قطر یونیورسٹی کی طرف سے الجزائر گئے۔
8. ۱۹۹۱ء سے ۲۰۲۲ء تک سنت اور سیرت ریسرچ سنٹر کے ڈائریکٹر رہے۔[19]

علامہ یوسف القرضاویؒ کی تصنیفی خدمات

علامہ یوسف القرضاویؒ ایک طرف دعوتی و تحریکی سرگرمیوں میں مشغول ہوتے تھے تو دوسری طرف درس و تدریس کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے، اسی طرح آپؒ نے اپنے قلم کے ذریعہ سے بھی امت مسلمہ اور انسانیت کی خدمت میں کسر نہیں چھوڑی، چنانچہ دعوتی، تحریکی اور تدریسی مصروفیات کے ہوتے ہوئے آپؒ کے رشحات قلم سے سو سے زائد کتابیں منصہ شہود پر آئیں۔ ذیل میں ان کتابوں میں سے چند کا مختصر تذکرہ کیا جائے گا:۔

الحلال والحرام فی الاسلام، فتاوی معاصرہ، فقہ الصیام، الفقہ المیسر المعاصر، الاجتہاد فی الشریعۃ الاسلامیۃ، مدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ، من فقہ الدولۃ فی الاسلام، الضوابط الشرعیۃ لبناء المساجد، الغناء والموسیقی فی ضوء الکتاب والسنۃ، فقہ الزکاۃ، مشکلۃ الفقر وکیف عالجھا الاسلام، کیف نتعامل مع القرآن اور کیف نتعامل مع السنۃ النبویۃ۔[20]

---

[16] الطعمی، النور الابھر فی طبقات شیوخ الجامع الازھر، ص:۱۴۹

[17] http://shorturl.at/ezeh7 Wikipedia, Date Accessed March 16th 2023

[18] اویس حمید خان، فکریات کی جدید جہات اور علامہ یوسف القرضاوی، مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ص:۲۴

[19] فلاحی، القرضاوی شخصیت وافکار، ص:۱۴

[20] فلاحی، القرضاوی شخصیت وافکار، ص:۱۹۳تا۲۰۱

اسی طرح علامہ یوسف القرضاویؒ ادب اور شعر وشاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے، چنانچہ آپؒ نے کئی شعری مجموعہ قلم بند کیے ہیں، جیسے نفحات ولفحات، المسلمون قادمون، یوسف الصدیق اور عالم وطاغیۃ۔

حال ہی میں علامہ یوسف القرضاویؒ کی تمام تصنیفات وتالیفات کو یکجا کرکے ایک ترتیب سے پورا مجموعہ شائع کیا گیا ہے۔ جو کہ ۷۵ ہزار صفحات پر مشتمل ہے اور ۱۰۵ جلدوں میں چھپ کر منظر عام پر اچکا ہے، جس کو متنوع ذیلی موضوعات پر تقسیم کرکے المحور الاول، المحور الثانی وغیرہ کے نام دیے ہیں جن کی تعداد تیرہ تک پہنچتی ہے۔

علامہ یوسف القرضاویؒ کا تحریری انداز

علامہ یوسف القرضاویؒ نے اپنی تحریرات میں انوکھا انداز اختیار کیا ہے، آپؒ نے بے شمار موضوعات پر قلم اٹھایا، آپؒ نے اپنی تحریروں میں اولین مصادر (یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ) پر اعتماد کیا ہے۔ آپؒ کی تحریرات کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ آپؒ کی تحریر میں تنوع اور شمولیت کا مادہ پایا جاتا ہے، آپؒ نے کسی ایک موضوع پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ متعدد قابل تحقیق موضوعات پر قلم اٹھایا۔ اسی طرح آپؒ کی تحریرات عقل اور جذبات دونوں کی جامع ہوتی ہیں، صرف جذبات کو نہیں جھنجھوڑتی، بلکہ عقل کو بھی مطمئن کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ آپؒ کی تحریرات کا ایک اہم امتیاز یہ بھی ہے کہ آپؒ بغیر کسی خوف وخطر کے بات کہہ دیتے ہیں، کسی کی چاپلوسی نہیں کرتے، بلکہ ادبی شجاعت اور بہادری کا ثبوت دیتے ہوئے جس رائے پر دل مطمئن ہو جاتا ہے بے خوف وخطر کہہ دیتے ہیں۔ آپؒ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؒ علم کے ایک وسیع سمندر کے مانند ہیں۔

علامہ یوسف القرضاویؒ کی دعوتی وتحریکی زندگی

علامہ یوسف القرضاویؒ نے جس ملک میں آنکھ کھولی، اس ملک کی تاریخ بہت پرانی ہے، بڑے بڑے انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مرکز رہا ہے، اس ملک مصر کی ایک اہم تاریخی، ثقافتی اور سیاسی تاریخ ہے۔ آپؒ کے زندگی کے ابتدائی زمانہ میں مصر میں اسلام پسندوں پر جبر وتشدد کیا جاتا تھا، جس کی وجہ سے کئی تحریکوں نے سر اٹھایا، ان میں سے الاخوان المسلمون سر فہرست ہے۔ آپؒ نے بھی اپنا فکری اور سیاسی تعلق اسی تحریک سے وابستہ کیا، ابتداء میں اس تحریک کے بچوں کے شعبہ میں کام کیا، بارھویں جماعت میں پہلی دفعہ اس تحریک کے ساتھ وابستگی کی پاداش میں سنت یوسفی پر عمل کرتے ہوئے جیل چلے گئے۔

الاخوان المسلمون کا اجمالی تعارف

الاخوان المسلمون جبر واستبداد اور استحصالی نظام کے خلاف کام کرنے والی تنظیموں میں سے ایک اسلامی تنظیم ہے، جس کے سربراہ شیخ حسن البناء تھے۔ ۱۹۴۵ء میں اس تنظیم کے دستور اساس کا اعلان کیا گیا جس میں اس تنظیم کے کچھ مقاصد وضع کیے گئے، جن کو ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

1. اسلام کی تقویت سربلندی اور اسلامی فلاحی مملکت کی تشکیل کے لئے کوشش کرنا۔
2. خلافت راشدہ کا نظام قائم کرکے خلافت کے ادارے کو برقرار رکھنا۔
3. اسلامی دولت مشترکہ کے قیام کے لیے کوشش کرنا۔
4. مصری سوسائٹی میں ثقافت اور کلچر کی آڑ لے کر جو لادینی نظریات پھیلائے جارہے ہیں ان کے آگے بند باندھنا اور عوام کو اسلامی ثقافت اور کلچر سے روشناس کرانا۔
5. اسلامی نظام تعلیم رائج کرنا اور دینی تعلیم کی وسیع پیمانے پر اشاعت کرنا۔
6. عورتوں کے حقوق کی حفاظت کے ساتھ ساتھ ان میں دینی اور عصری تعلیم کو رواج دینا۔[21]

الاخوان المسلمون ایک اجتماعی فکر ہونے کی وجہ سے معاشرے کے سارے امراض پر نظر رکھتا ہے اور قوم کو ان امراض سے نجات دلانے کی پوری کوشش کرتا ہے۔[22]

چونکہ الاخوان المسلمون کا بنیادی مقصد مصری معاشرے سے برے کاموں کی قلع قمع کرکے خلافت راشدہ کا قیام مقصود تھا، اس مقصد کے حصول کے لیے الاخوان المسلمون نے چھ نکات پر مشتمل مینی فسٹو شائع کیا، جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

1. قرآن مجید کی تشریح اور تعبیر میں سائنٹفک بنیادوں پر کام کیا جائے، تاکہ اسلام کے خلاف دو جدید کے شکوک کا ازالہ کیا جائے۔

---

[21] احمد، الاخوان المسلمون، ص: ۳۱۲

[22] سید نصیر احمد، مصر عہد فاروقی سے جمال عبد الناصر تک، لاہور، مجلس اردو کتب خانہ اردو بازار، س۔ن، ص: ۱۶۲

2. مصری قوم کے اتحاد کے لیے قرآنی اصولوں کو بنیاد بنا کر جدوجہد کرنا۔
3. قومی دولت میں اضافے کے ساتھ ساتھ عوام کا معیار زندگی بلند کرنا، عام کو معاشرتی انصاف اور معاشرتی تحفظ فراہم کرنا۔
4. ہر سطح پر عوام کی خدمت کرنا، خصوصی طور پر جہالت، غربت، بیماری اور برائی کے خلاف جہاد کرنا۔
5. وادی نیل اور تمام عرب ریاستوں کی آزادی کے لیے جدوجہد کرنا اور ان ممالک میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہوں ان کے حقوق اور مفادات کے تحفظ کے لیے کوشش کرنا۔
6. انسانی اور اسلامی بنیادوں پر بین الاقوامی امن کے لیے جدوجہد کرنا۔[23]

اسی طرح الاخوان المسلمون نے اپنے سربراہ کو مرشد عام کا نام دیا جو تاحیات منتخب کیا جاتا تھا[24]، اس مرشد عام کی قابلیت کے لیے بھی کچھ اصول تھے، جیسے مرشد عام مسلسل پانچ سال تک الاخوان المسلمون کی مشاورتی اسمبلی کا رکن چلا آرہا ہو، اسی طرح اس کی عمر قمری سال کے لحاظ سے کم از کم ۴۰ سال ہو، امیدوار متقی، پرہیز گار، با اخلاق، جدید اور قدیم علوم سے آگاہی رکھتا ہو۔ اس کے علاوہ اس کو حلف مشاورتی اسمبلی کے سامنے درج ذیل طریقے سے اٹھانا پڑے گا۔

میں الاخوان المسلمون کے اصولوں اور بنیادی قانون کا وفادار رہوں گا، الاخوان کے مفادات کی قرآن مجید، سنت نبوی ﷺ اور اپنے ساتھیوں کے مشورے اور نصیحت کے مطابق حفاظت کروں گا۔[25]

الاخوان المسلمون کے ساتھ علامہ یوسف القرضاویؒ کا تعلق

علامہ یوسف القرضاویؒ ابتداء ہی سے فکری اور تحریکی سوچ کے حامل تھے، اس وجہ سے پہلی دفعہ جب چوتھی کلاس میں پڑھنے کے دوران الاخوان المسلمون کے سربراہ شیخ حسن البناء شہیدؒ کا خطاب سنا، تو اسی وقت سے اس تحریک سے وابستہ رہنے کا عزم کیا۔ چنانچہ اس دوران آپؒ الاخوان کے بچوں کی سطح پر کام کرنے والی جماعت کا حصہ رہے اور بارھویں جماعت میں پہلی دفعہ اس تنظیم سے وابستگی کی بنیاد پر جیل جانا پڑا۔ ۱۹۶۱ء میں جب جامعہ ازہر کی جانب سے ایک ٹیم خلیج بھیجنے کا منصوبہ بنا، اس میں آپؒ کو بھی بھیجا گیا، چنانچہ آپؒ خلیج کی ریاست قطر جا کر قومی اور بعد میں بین الاقوامی سطح پر الاخوان المسلمون کے لیے کام کرنے لگے، قطر میں آپؒ کی اخلاص اور جدوجہد کو دیکھ کر قطر ن آپؒ کو ۱۹۶۷ء میں شہریت عطاء کی۔[26]

علامہ یوسف القرضاویؒ کی مصر سے جلاوطنی کا سبب بھی الاخوان المسلمون سے وابستگی تھا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؒ کو اس تنظیم کے ساتھ کتنا گہرا تعلق تھا۔ الاخوان المسلمون کی ستر سالہ تاریخ پر الاخوان کی دعوت، تربیت اور جہاد کے متعلق الاخوان کی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش کرنے لیے ایک ضخیم کتاب لکھی۔ اس کتاب کے ذریعہ سے الاخوان المسلمون کا تعارف بھی ملتا ہے نیز آپؒ کا الاخوان المسلمون کے ساتھ تعلق اور رشتے کے سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

علامہ یوسف القرضاویؒ کو الاخوان المسلمون کی اعلی قیادت سے قربت بھی حاصل رہی، جیسے شیخ حسن البناء شہیدؒ، شیخ سید قطب شہیدؒ اور شیخ محمد الغزالیؒ وغیرہ۔ ان میں سے امام حسن البناء اور شیخ محمد الغزالیؒ کے افکار سے کافی متاثر ہوئے۔[27]

علامہ یوسف القرضاویؒ کی قید وبند

علامہ یوسف القرضاویؒ نے الاخوان المسلمون کے ساتھ وابستگی کی بنیاد پر کئی بار جیل جانا پڑا، چنانچہ پہلی دفعہ ۲۳ سال کی عمر میں قید کر دئے جب آپؒ بارھویں جماعت میں پڑھتے تھے۔ اس کے بعد جمال عبد الناصر کے دور سیاہ میں تین بار جیل جانا پڑا۔ علامہ یوسف القرضاویؒ نے جیل کی سلاخوں کے پیچھے رہ کر بہت مشقتیں برداشت کیں، جس کا انداز آپؒ کی شاعری سے بھی ہوتا ہے، چنانچہ انہوں نے کچھ شعری مجموعے مرتب کیے جن سے مصر کی ظالم آمریت اور استبداد کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔[28]

---

[23] Ishak Musa Hassani, The Moslem Brethrin, P: 42

[24] احمد، الاخوان المسلمون، ص:۳۷۸

[25] مچل پی رچرڈ، دی سوسائٹی آف دی مسلم برادرز، ص:۱۶۵

[26] https://rafeeqemanzil.com/allama-qardawi-alam-islam-ka-roshan/ Date Accessed May 20th 2023

[27] https://shorturl.at/twy59 Date Accessed May 25th 2023

[28] ابو الاعلی سید سبحانی، علامہ یوسف القرضاوی، نئی دہلی، ہدایت پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرس، ۲۰۲۳ء، ص:۱۶۴

علامہ یوسف القرضاویؒ کا الاخوان المسلمون کے لیے خدمات

علامہ یوسف القرضاویؒ نے الاخوان المسلمون کے لیے جو خدمات پیش کی ہیں، وہ ان کی اس کتاب سے بھی معلوم ہو سکتی ہیں جو انہوں نے الاخوان المسلمون کی ستر سالہ جدوجہد کی تاریخ پر لکھی۔ اسی طرح الاخوان المسلمون کے لیے قربانیاں پیش کرنے کے لیے جیل جانے سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپؒ کی الاخوان المسلمون کے لیے کتنی خدمات ہو سکتی ہیں!؟

اس کے علاوہ آپؒ نے الاخوان المسلمون کو بین الاقوامی سطح پر متعارف کرانے کے لیے قطر میں الجزیرہ چینل وغیرہ کے ذریعہ سے بھی بڑا کام کیا۔ آپؒ کی ان پر خلوص کاوشوں کی وجہ سے آپؒ کو دوبار الاخوان المسلمون کا مرشد عام بنانے کی پیش کش بھی کی گئی، لیکن آپؒ نے اس عہدہ کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ پہلی دفعہ ۱۹۷۲ء میں الاخوان المسلمون کے دوسرے مرشد جسٹس حسن الہضیبی کے انتقال کے بعد آپؒ کو اس منصب کے قبول کرنے کی پیش کش کی گئی، لیکن آپؒ نے انکار کیا۔ دوسری بار پانچویں مرشد مصطفی مشہور کی وفات پر آپؒ کو مرشد عام بنانے کی کوشش کی گئی، لیکن آپؒ نے اس بار بھی اس منصب کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپؒ کی الاخوان المسلمون کے لیے کتنی خدمات ہوں گی؟

علامہ یوسف القرضاویؒ کے افکار کا خلاصہ

علامہ یوسف القرضاویؒ کی افکار کو اختصار کے ساتھ یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ آپؒ ظاہری چیزوں کی بجائے اندرونی چیزوں پر توجہ دیتے تھے، بحث ومباحثہ کے بجائے کام کی افادیت پر دھیان دیتے، جذبات کی بجائے عقلی اور عملی باتوں پر توجہ دیتے، اسی طرح اصولی اور کلیدی چیزوں کو اولین مقصد بناتے، اس کے علاوہ آسانی پیدا کرنے کے خوگر تھے، جمود اور تقلید کی بجائے اجتہاد اور تجدید کا طریق اختیار کرنے والے تھے نیز تعصب اور تنگ نظری سے احتراز کرنے والے تھے۔ غلو کی بجائے اعتدال، شدت کی بجائے شفقت اور اختلافات کی بجائے میل جول کے ساتھ رہنے کو پسند کرنے والے فکر کے مالک تھے۔[29]

علامہ یوسف القرضاویؒ کی دیگر تحریکی کاوشیں

علامہ یوسف القرضاویؒ نے جس طرح الاخوان المسلمون کے لیے اپنی خدمات پیش کی ہیں، اسی طرح دیگر اسلامی تحریکوں کے لیے بھی فکری مواد فراہم کرتے رہے، چنانچہ آپؒ نے تحریکات کو فکری غذا فراہم کرنے کے لیے کئی کتابیں تصنیف کیں، تاکہ ان تحریکات کا اندرونی نظم بھی درست نہج پر ہو اور ان تمام اسلامی تحریکات آپس میں ایک دوسرے کے لیے معاون ومددگار ہوں، ایک دوسرے کے مخالف اور مدمقابل نہ بنیں۔

چنانچہ علامہ یوسف القرضاویؒ نے تصنیف وتالیف، وعظ وارشاد کے ساتھ ساتھ مختلف تنظیموں میں مؤثر شرکت کی، ان میں سے کئی تنظیموں کا قیام آپؒ نے بذات خود ہی کیا۔ جن تنظیموں کے ساتھ تعاون کیا، اور ان کی اصلاح وفلاح کے لیے اپنا کردار ادا کیا، ان میں سے چند کے نام ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

1. مرکز بحوث اسهامات المسلمين فی الحضارة (قطر)
2. مجمع الفقه الاسلامی الدولی (تنظیم اسلامی کانفرنس، جدہ)
3. مجمع الفقه الاسلامی (جدہ، رابطہ عالم اسلامی)
4. المجمع الملكی لبحوث الحضارة الاسلامية (اردن)
5. بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی (اسلام آباد)
6. مرکز الدراسات الاسلامية (آکسفورڈ)
7. رابطہ عالم اسلامی (مکہ مکرمہ)
8. جمعية الاقتصاد الاسلامی (قاہرہ)
9. الهيئة الخيرية الاسلامية العالمية (کویت)
10. منظمة الدعوة الاسلامية فی افريقيا (خرطوم)
11. الهيئة الشرعية العالمية للزكاة (کویت)

[29] سبحانی، علامہ یوسف القرضاوی، ص: ۱۰۳، ۱۰۴

12. صندوق قطر الاسلامی للزکاۃ والصدقات
13. جمعیۃ البلاغ الثقافیۃ لخدمۃ الاسلام (جس نے اسلام آن لائن شروع، لیکن آپسی اختلافات کے سبب چند سالوں میں یہ بہت بڑا کام بند ہو گیا)۔[30]

[30] فلاحی، القرضاوی شخصیت وافکار، ص:۲۸، ۲۹

خلاصۂ بحث و نتائجِ تحقیق

علامہ یوسف القرضاویؒ کی علمی، فکری اور دعوتی زندگی کے مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ آپؒ کی شخصیت محض ایک دینی عالم یا صاحبِ تصنیف مصنف تک محدود نہیں تھی، بلکہ آپؒ نے تدریس، تحقیق، اجتہاد، دعوت و اصلاح اور اجتماعی زندگی کے مختلف شعبوں میں نمایاں کردار ادا کیا۔ آپؒ کی ابتدائی تربیت، جامعہ ازہر کی علمی فضا، اساتذہ و مشائخ کی رہنمائی اور اپنے عہد کے سیاسی و سماجی حالات نے آپؒ کی شخصیت کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا۔ بالخصوص شیخ حسن البناء، شیخ الٰہی الخولی، شیخ محمد متولی الشعراوی اور دیگر علمی شخصیات سے استفادے نے آپؒ کے علمی و فکری رجحانات کو جلا بخشی۔

علمی منہج اور اجتہادی اسلوب کے اعتبار سے علامہ قرضاویؒ کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ آپؒ قرآن و سنت کو بنیادی مصادر قرار دیتے ہوئے شرعی مسائل کے حل میں نصوص کے فہم، مقاصدِ شریعت، حالات و ضروریاتِ عصر اور انسانی مصالح کو پیشِ نظر رکھتے تھے۔ آپؒ فقہی جمود اور غیر ضروری تقلید کے بجائے دلیل کی بنیاد پر اجتہاد اور تجدید کے قائل تھے۔ آپؒ کے نزدیک فقہ محض جزوی مسائل کے احکام کا مجموعہ نہیں، بلکہ انسانی زندگی کے انفرادی، اجتماعی، معاشی اور معاشرتی پہلوؤں کی رہنمائی کا جامع نظام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ نے فقہ الزکاۃ، فقہ الصیام، الحلال والحرام اور الاجتہاد فی الشریعۃ الاسلامیۃ جیسی تصانیف کے ذریعے اسلامی فقہ کو معاصر مسائل کے تناظر میں پیش کرنے کی کوشش کی۔

فکری اعتبار سے آپؒ کے ہاں اعتدال، توازن، وسعتِ نظر، آسانی اور تجدید کو بنیادی اہمیت حاصل تھی۔ آپؒ شدت پسندی، غلو، تعصب اور فکری تنگ نظری کے بجائے حکمت، رواداری اور اعتدال کے داعی تھے۔ آپؒ کی فکر میں ایک طرف اسلامی تعلیمات کی اصولی پاسداری نمایاں ہے تو دوسری طرف بدلتے ہوئے حالات میں ان تعلیمات کی مؤثر تطبیق کا شعور بھی موجود ہے۔ آپؒ نے اسلامی فکر کو محض نظری مباحث تک محدود رکھنے کے بجائے اسے عملی زندگی کے مسائل سے مربوط کیا اور جدید دور کے تقاضوں کے مطابق اسلامی رہنمائی پیش کرنے کی کوشش کی۔

دعوتی و تحریکی میدان میں آپؒ کی وابستگی اور جدوجہد نے آپؒ کی شخصیت کو ایک اجتماعی اور اصلاحی جہت عطا کی۔ الاخوان المسلمون سے تعلق، شیخ حسن البناء کی فکر سے اثر پذیری، قید و بند کی صعوبتیں اور مصر سے قطر کی طرف منتقلی آپؒ کی زندگی کے اہم واقعات ہیں۔ آپؒ نے دعوت و اصلاح کو صرف انفرادی وعظ و نصیحت تک محدود نہیں رکھا، بلکہ اجتماعی تربیت، تعلیمی اداروں، علمی مراکز اور بین الاقوامی اسلامی تنظیموں کے ذریعے بھی اس میدان میں اپنا کردار ادا کیا۔ اس طرح آپؒ کی دعوتی فکر میں علم، عمل، تربیت اور اجتماعی اصلاح کے عناصر نمایاں طور پر جمع نظر آتے ہیں۔

تصنیفی و تحقیقی خدمات کے اعتبار سے آپؒ کا علمی سرمایہ غیر معمولی وسعت رکھتا ہے۔ فقہ، اصولِ فقہ، اسلامی معاشیات، زکوٰۃ، عبادات، قرآن و سنت اور معاصر فقہی مسائل جیسے متنوع موضوعات پر آپؒ کی تصانیف اس بات کی دلیل ہیں کہ آپؒ نے اپنے قلم کو عصرِ حاضر کے علمی و عملی مسائل کے حل کے لیے استعمال کیا۔ آپؒ کا اسلوبِ تحریر علمی استدلال، سادگی، وسعتِ مطالعہ اور عام فہم اندازِ بیان کا امتزاج تھا، جس کی وجہ سے آپؒ کی تحریریں علمی حلقوں کے ساتھ عام قارئین میں بھی مقبول ہوئیں۔

معاصر اسلامی فکر میں آپؒ کے مقام کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپؒ نے بیسویں اور اکیسویں صدی میں اسلامی فقہ اور دعوتی فکر کے مباحث کو عالمی سطح پر متعارف کرانے اور انہیں عصری مسائل سے مربوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپؒ کی علمی کاوشوں نے اسلامی معاشیات، معاصر فقہی اجتہاد، دعوت و اصلاح اور اسلامی معاشرت جیسے موضوعات کو نئی علمی توجہ فراہم کی۔ مختلف علمی اداروں، فقہی مجالس اور بین الاقوامی تنظیموں سے وابستگی نے بھی آپؒ کے اثرات کو عرب دنیا سے آگے وسیع کرنے میں کردار ادا کیا۔

تاہم ایک متوازن علمی مطالعے کا تقاضا ہے کہ آپؒ کی آراء اور اجتہادی نتائج کو علمی تنقید، دلائل اور اصولِ تحقیق کی روشنی میں بھی پرکھا جائے، کیونکہ کسی بھی علمی شخصیت کا حقیقی مقام اس کے افکار کے تجزیاتی مطالعے سے ہی متعین ہوتا ہے۔

آخر میں یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ علامہ یوسف القرضاویؒ کی علمی میراث کو نہ تو صرف ان کی تصانیف کی تعداد سے سمجھا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کی دعوتی و تحریکی سرگرمیوں تک محدود کیا جا سکتا ہے، بلکہ ان کی اصل اہمیت اس کوشش میں مضمر ہے کہ انہوں نے اسلامی علمی روایت کو عصرِ حاضر کے مسائل سے مربوط کرنے کی جدوجہد کی۔ ان کی فکر سے استفادہ کرنے کے ساتھ ان کے اجتہادی آراء کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ بھی ضروری ہے، تاکہ ان کے علمی منہج کے مثبت پہلوؤں، علمی اثرات اور قابلِ نظرِ ثانی آراء کی متوازن تفہیم ممکن ہو سکے۔ یہی طرزِ مطالعہ کسی بھی علمی شخصیت کے حقیقی مقام کے تعین کے لیے زیادہ موزوں ہے۔

فہرستِ مصادر و مراجع

1. القرضاوي، يوسف .الحلال والحرام في الإسلام.
2. القرضاوي، يوسف .فقه الزكاة: دراسة مقارنة لأحكامها وفلسفتها في ضوء القرآن والسنة.
3. القرضاوي، يوسف .فقه الصيام.
4. القرضاوي، يوسف .الاجتهاد في الشريعة الإسلامية.
5. القرضاوي، يوسف .مدخل لدراسة الشريعة الإسلامية.
6. القرضاوي، يوسف .من فقه الدولة في الإسلام.
7. القرضاوي، يوسف .فتاوى معاصرة.
8. القرضاوي، يوسف .كيف نتعامل مع القرآن الكريم.
9. القرضاوي، يوسف .كيف نتعامل مع السنة النبوية.
10. القرضاوي، يوسف .مشكلة الفقر وكيف عالجها الإسلام.
11. القرضاوي، يوسف .في فقه الأولويات: دراسة جديدة في ضوء القرآن والسنة.
12. القرضاوي، يوسف .الصحوة الإسلامية بين الجحود والتطرف.
13. القرضاوي، يوسف .ابن القرية والكتاب: ملامح سيرة ومسيرة.
14. البنا، حسن .مذكرات الدعوة والداعية.
15. الغزالي، محمد .من معالم الحق في كفاحنا الإسلامي الحديث.
16. الغزالي، محمد .دستور الوحدة الثقافية بين المسلمين.